FLOW CHART — ترتیبی نقشہ ربط

MACRO-STRUCTURE — نظمِ جلی

# 94- سُورَةُ الَمْ نَشْرَحْ

آیات : 8 ...... مَكِّيَّةٌ ...... پیراگراف : 3

شاندار ماضی سے شاندار مستقبل پر استدلال

پہلا پیراگراف

آیات: 1 تا 4

**مرکزی مضمون**

محمد ﷺ کو شاندار مستقبل ، ناموری

اور غلبۂ اسلام کی بشارت ،

دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ ،

تعلق باللہ اور عبادت کی مشقت کی ہدایات !

دوسرا پیراگراف

آیات: 5 تا 6

ابتداء میں مخالفت ہوگی ، پھر قبول عام حاصل ہوگا

تیسرا پیراگراف

آیات: 7 تا 8

تعلق باللہ اور رجوع الی اللہ کے لیے عبادت کی تلقین کے

ساتھ ہی فراغت تا ممکن عبادت کی مشقت کی ہدایت

## زمانہ نزول:

سورت ﴿الانشراح﴾، سورت ﴿الضُّحیٰ﴾ کے بعد قیام مکہ کے پہلے دور (0 تا 3 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جارہی تھی اور جب مختصر وقفہ تعطل ﴿فَتْرَةُ الوَحی﴾ کے بعد دوبارہ نزول کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ انقطاع وحی کا یہ دورانیہ 15، 20 دن کا تھا۔ اس اثناء میں آپ ﷺ پریشان ہوتے تو حضرت جبریلؑ آکر آپ ﷺ کو تسلی دیتے کہ آپ ﷺ رسول برحق ہیں۔

(صحیح بخاری : کتاب التعبیر ، باب 1، 6,581)

## خصوصیات

1- سورۃ ﴿الانشراح﴾ بھی سورۃ ﴿الضُّحٰی﴾ کی طرح، مایوس کن حالات میں ہمت اور حوصلہ فراہم کرتی ہے۔

## سورۃُ الانشِراح کا کتابی ربط

1- پچھلی ﴿الضُّحٰی﴾ سورت سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ الفاظ مختلف ہیں، لیکن مضمون ایک ہی ہے۔ سورت ﴿الضُّحٰی﴾ میں ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾ کے الفاظ سے مشکل اور صبر آزما حالات میں روشن مستقبل کی بشارت تھی، یہاں اسی مضمون کے لیے ﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

2- سورۃ ﴿الضُّحٰی﴾ کی ابتدائی پانچ (5) آیات، گویا سورت ﴿الانشراح﴾ کے لیے بھی تمہید کی حیثیت رکھتی ہیں۔

3- دونوں سورتوں میں ماضی سے استدلال ہے اور روشن و تابناک مستقبل کی نوید ہے۔

4- دونوں سورتوں کے آخر میں ہدایات دی گئی ہیں۔

## سورۃُ الانشِراح کا نظمِ جلی

سورۃُ ﴿الانشِراح﴾ تین (3) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

**1- آیات 1 تا 4 : پہلے پیراگراف میں، محمد ﷺ کے ماضی سے استدلال کرتے ہوئے، شاندار مستقبل کی بشارت دی گئی ہے**

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾(1) (اے نبی ﷺ) کیا ہم نے آپ کا سینہ، آپ کے لیے کھول نہیں دیا؟

﴿وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ﴾(2) (اور کیا) تم پر سے وہ بھاری بوجھ اتار (نہیں) دیا؟

﴿الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾(3) جو آپ کی کمر توڑے ڈال رہا تھا۔

﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾(4) اور (کیا) تمہاری خاطر، تمہارے ذکر کا آوازہ بلند (نہیں) کر دیا؟

آپ ﷺ کی دل جمعی کے لیے آپ ﷺ کو بڑی ناموری کی بشارت دی گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ماضی میں آپ ﷺ پر اس قدر عنایات کی ہیں تو آپ ﷺ مستقبل کے بارے میں بھی کامل تسلی رکھیے! مخالفتوں اور اذیّت رسانیوں کے بعد، ایک روشن اور درخشاں مستقبل، پوری آب و تاب کے ساتھ آپ کا منتظر ہے۔

**2- آیات 5 تا 6 : دوسرے پیراگراف میں، یہ تسلی دی گئی ہے کہ ابتداء میں آپ ﷺ کو دعوتِ توحید کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا، لیکن بہت جلد اسے قبولِ عام حاصل ہو جائے گا۔**

﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾(5) پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔

﴿اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ (6) بے شک تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔

﴿عُسْر﴾ کے بالکل ساتھ جڑی ہوئی چیز ﴿یُسر﴾ ہے۔یہ بات دو (2) بار تکرار اور تاکید کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ہر طرح کی دل جمعی رکھیے۔اس مضمون میں غلبۂ اسلام کی بشارت بھی پوشیدہ ہے۔

**3- آیات 7 تا 8 :** تیسرے اور آخری پیراگراف میں ، یہ بات بتائی گئی ہے کہ دعوت وتبلیغ کے ساتھ ساتھ،تعلق باللہ اور رغبت اِلی اللہ کے لیے، لذت آمیز عبادات کی مشقت لازمی اور ضروری ہے۔

﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ (7) لہٰذا جب تم فارغ ہو تو عبادت کی مشقت میں لگ جاؤ !(کمر بستہ ہو جاؤ!)

﴿وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ (8) اور اپنے رب ہی کی طرف راغب رہو۔(اور اپنے رب سے لو لگاؤ !)

رسول اللہ ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی کہ عبادت ہی سے ابتدائی دور کی ان سختیوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت پیدا ہوگی۔

جب اپنے مشاغلِ دعوت وتبلیغ سے آپ ﷺ فارغ ہوں تو عبادت کی مشقت وریاضت میں لگ جائیں اور ہر چیز سے بے نیاز ہو کر ،صرف اپنے رب سے لو لگائیں۔دوسرے لفظوں میں آپ ﷺ کو بتایا گیا ہے کہ توحید کی دعوت کو عام کرنے کے لیے تعلق باللہ اور رغبت الی اللہ کی لذت آمیز مشقت لازمی اور ضروری ہے۔ پنجوقتہ نماز تو رجب بارہ (12) نبوی میں معراج کے موقع پر فرض ہوئی۔ابتدائی بارہ (12) سالوں میں تربیت اور تزکیۂ نفس کے لیے نمازِ تہجد کا طویل قیام مشروع تھا۔صحابہؓ اور رسول اللہ ﷺ طویل ﴿قِيَامُ اللَّيْل﴾ کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پیروں پر ورم آجایا کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کو شاندار مستقبل ، ناموری اور غلبۂ اسلام کی بشارت دی گئی ہے اور دعوت وتبلیغ کے ساتھ ساتھ، تعلق باللہ اور عبادت کی مشقت کی ہدایات دی گئیں۔

FLOW CHART | MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشۂ ربط | نظمِ جلی

# 95- سُوْرَۃُ التِّیْنِ

آیات : 8 ...... مَکِّیَّۃٌ ...... پیراگراف : 2
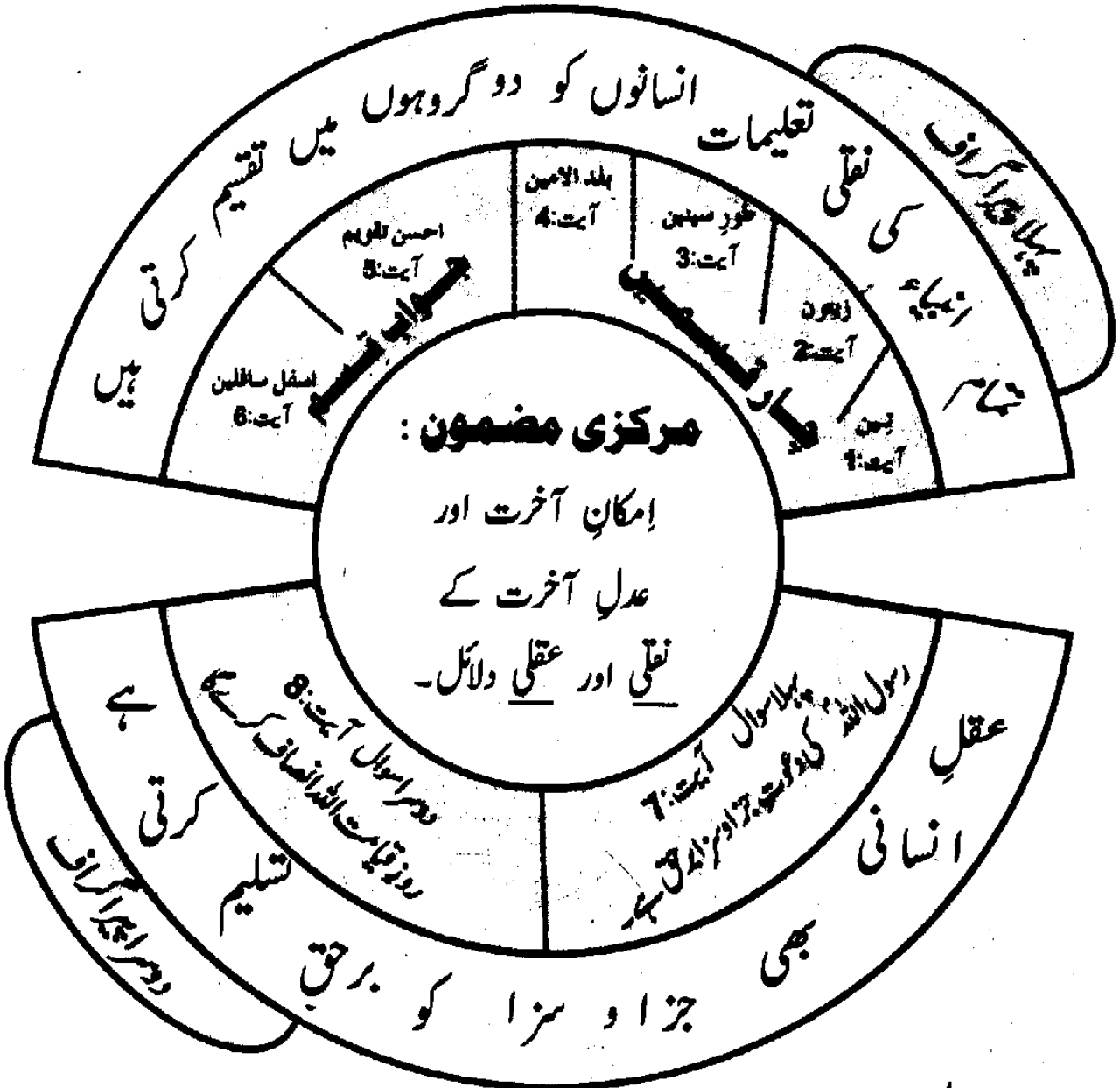
## زمانۂ نزول:

سورۃ ﴿التین﴾، قیامِ مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلانِ عام کے بعد دورِ تکذیب میں نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت کو جھٹلایا جا رہا تھا اور قریش کے دانشور قیامت اور جزا وسزا ﴿الدین﴾ کے بارے میں طرح طرح کے شکوک وشبہات عام کر رہے تھے۔

## سورۃ التین کا کتابی ربط

1- سورت ﴿ التّین ﴾ میں بھی پچھلی دو سورتوں ﴿ الضّحی ﴾ اور ﴿ الانشراح ﴾ کی طرح ﴿ فَمَا يُكَذِّبُكَ ؟ ﴾ کے الفاظ میں نبیِ کریم ﷺ کے لیے تسلی کا سامان موجود ہے اور روشن و تابناک مستقبل کی بشارت ہے۔

2- اس سورت میں ایمان نہ لانے والے اور عملِ صالح نہ کرنے والوں کو ﴿ اَسْفَلَ سَافِلِين ﴾ کہا گیا ہے۔ اگلی سورت ﴿ العَلَق ﴾ میں اسلام کے ایک بڑے دشمن کے طاغوتی رویوں سے اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

## اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿ تِين ﴾ سے مراد، جبلِ تین یا جبلِ جُودی، جہاں حضرت نوحؑ کی کشتی آکر رکی تھی، یا وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت آدمؑ کی اولاد آباد ہوئی تھی، یا غالباً شام اور فلسطین کا وہ علاقہ ہے، جہاں بکثرت انبیاء مبعوث ہوئے۔

2- ﴿ زَيْتُون ﴾ سے مراد، کوہِ زیتون ہے۔ یہ غالباً بیت المقدس کا پہاڑ ہے، جہاں حضرت عیسیٰؑ وعظ کیا کرتے تھے۔

3- ﴿ طُورِ سِينِين ﴾ سے مراد، وہ پہاڑ ہے، جہاں حضرت موسیٰؑ کو شریعت عطا کی گئی تھی۔

4- ﴿ البَلَدِ الأَمِين ﴾ سے مراد، مکہ ہے، جہاں رسول اللہ ﷺ کو قرآن کی وحی عطا کی گئی۔

5- تمام انبیاء کو دی جانے والی نقلی تعلیمات شہادت دے رہی ہیں کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ﴿ اَحْسَنِ تَقْوِيم ﴾ پر بدستور قائم و دائم رہتی ہے۔ دوسری قسم فطرت کی آواز کو مسترد کر کے ﴿ اَسْفَلَ سَافِلِين ﴾ بن جاتی ہے۔

6- انسانوں کی پہلی قسم ﴿ خَير ﴾ کو قبول کر لیتی ہے اور دوسری قسم ﴿ شَرّ ﴾ کو ترک کرنا نہیں چاہتی۔ خیر و شر کی یہ جنگ ازل سے جاری و ساری ہے۔

7- اہلِ خیر ایمان لا کر عملِ صالح کرتے ہیں۔ ان کے لیے ﴿ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُون ﴾ ہوگا۔

8- اہلِ شر نہ ایمان لاتے ہیں اور نہ عملِ صالح کرتے ہیں۔ یہ ﴿ اَسْفَلَ سَافِلِين ﴾ بن جاتے ہیں۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

9- جب روزِ ازل سے خیر اور شر کی لڑائی جاری ہے اور تمام انبیاء کی نقلی تعلیمات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے تو اے محمد ﷺ ﴿ الدِّين ﴾ یعنی قیامت کی جزا و سزا کی جو دعوت آپ پیش کر رہے ہیں، اُسے کون سا معقول آدمی مسترد کر سکتا ہے؟

9- عقل بھی ﴿ خیر و شر ﴾ کو تسلیم کرتی ہے اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ اہلِ خیر اور اہلِ شر کا انجام مختلف ہونا چاہیے۔

10- اللہ تعالیٰ نہ صرف حاکم ہے، بلکہ ﴿ اَحْكَمُ الحَاكِمِين ﴾ ہے۔ تو کیا وہ اہلِ خیر اور اہلِ شر کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے گا؟ عقلِ سلیم بھی یہی کہتی ہے کہ ان دونوں قسم کے انسانوں کا انجام بھی مختلف ہونا چاہیے۔

11- قرآن مجید کی بعض سورتیں سوال سے شروع ہوتی ہیں اور بعض کا اختتام سوال پر ہوتا ہے۔ سورت ﴿ التّین ﴾

کا اختتام دو(2) سوالات پر ہوا ہے۔ان دو سوالات کے ذریعے انسانی عقل اور انسانی ضمیر کو بیدار کیا گیا ہے کہ وہ آخرت کی جزا و سزا کو تسلیم کر لے۔

## سورۃُ التِّین کا نظمِ جلی

سورۃ ﴿التّین﴾ دو(2) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔پہلے میں امکانِ آخرت کے نقلی دلائل اور دوسرے میں عقلی دلائل ہیں۔

**1- آیات 1 تا 6 : پہلے پیراگراف میں، امکانِ آخرت اور عدلِ آخرت کے نقلی دلائل پیش کیے گئے ہیں۔**

﴿وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِ ﴾(1) قسم ہے! انجیر اور زیتون کی۔(شاہد ہے جبلِ تین اور کوہِ زیتون)

﴿وَ طُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ ﴾(2) اور طورِ سینا کی۔(اور طورِ سینین)

﴿وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ ﴾(3) اور اس پرامن شہر(مکہ) کی۔

﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ﴾(4) ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

﴿ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِيۡنَ ﴾(5) پھر اسے الٹا پھیر کر، ہم نے سب نیچوں سے نیچا کر دیا۔

﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴾(6) کہ ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔(دائمی صلہ ہے)

جبلِ تین، کوہِ زیتون، طورِ سینا اور بَـلَـدِ اَمیـن ﴿مکّـه﴾ میں، مختلف انبیاء کو دی جانے والی نقلی تعلیمات کی گواہی پیش کی گئی ہے کہ وہ بھی خیر و شر اور ان کی جزا و سزا کی مسلسل تعلیمات دیتی رہی ہیں۔

انسان دو قسم کے ہیں۔ایک وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد ﴿اَعمالِ صالحة﴾ کر کے احسنِ تقویم پر قائم رہتے ہیں۔ بنیادی طور پر انسان احسنِ تقویم اور فطرتِ سلیمہ پر پیدا کیا گیا ہے۔یہ لوگ ﴿اَجر غـیر ممنون﴾ کے مستحق ہو جاتے ہیں۔دوسرے وہ لوگ ہیں، جو انبیاء کی دعوت کو ٹھکرا کر ﴿اَعمال سَیِّـئَـة﴾ میں بدستور مبتلا رہتے ہیں۔ یہ ﴿اَسفَلَ سَافِـلین﴾ بن جاتے ہیں۔

**2- آیات 7 تا 8 : دوسرے اور آخری پیراگراف میں، امکانِ آخرت اور عدلِ آخرت کے عقلی دلائل دو سوالات پر مشتمل ہیں**

﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعۡدُ بِالدِّيۡنِ ﴾(7) پس (اے نبیؐ ! اس کے بعد کون سزا و جزا کے معاملے میں آپؐ کو جھٹلا سکتا ہے؟

﴿اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴾(8) کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

دنیا میں نیک لوگوں کو پوری جزاء نہیں ملتی، اور برے لوگوں کو پوری سزا نہیں ملتی۔مکمل انصاف روزِ قیامت ہی ممکن ہے۔

(1) پہلا سوال یہ رکھا گیا ہے کہ جب تمام انبیاء کی تعلیمات خیر وشر اور ان کی جزا وسزا پر متفق ہیں تو اے محمد ﷺ ! آپ ﷺ کی دعوتِ جزا وسزا یعنی ﴿ الدِّین ﴾ (Law of Reward & Punishment) کو کون جھٹلا سکتا ہے؟ ﴿ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ؟ ﴾ آپ ﷺ تو آخری پیغمبر ہیں اور آپ کی تعلیمات ، پچھلے انبیاء کی تعلیمات کا تسلسل ہیں۔

(2) دوسرا سوال یہ کیا گیا ہے کہ عقلِ انسانی بھی یہ تسلیم کرتی ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے بھی بعض حکمران عادل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ چونکہ خالق ہے، اس لیے اسے تو بدرجہ اولیٰ اور بدرجہ اتم ﴿ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ ﴾ ہی ہونا چاہیے۔ عقل بھی یہی کہتی ہے کہ ایک دن ضرور ایسا ہونا چاہیے، جس میں کامل عدل وانصاف ہو۔ دنیا میں کامل عدل وانصاف نہیں ملتا۔ بڑے بڑے مجرم چھوٹ جاتے ہیں۔ بے گناہوں کو سزا ملتی ہے۔ لیکن بعض اوقات ، انسان بھی انصاف سے کام لیتا ہے تو پھر اپنے خالق اللہ سے بدگمانی کیوں ہے کہ وہ ناانصافی کرے گا؟ انصاف سے کام نہ لے گا۔ کیا وہ ﴿احکمُ الحاکمین ﴾ نہیں ہے؟ ﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ؟ ﴾۔

## مرکزی مضمون

تمام انبیاء کی نقلی تعلیمات میں امکانِ آخرت اور عدلِ آخرت کے دلائل موجود ہیں۔ عقل بھی امکانِ آخرت اور عدلِ آخرت کی حقانیت کو تسلیم کرتی ہے۔ لہٰذا آخرت پر پختہ ایمان اور یقین ضروری ہے ، آخرت کے عقیدے کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔